36

مہمان نوازی کے متعلق ضروری ہدایات

(فرمودہ ۱۸- دسمبر ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے جمعہ قادیان کے تمام دوستوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے خطبہ پڑھا تھا اور بیرون جات کے احباب کو بھی باوجود مشکلات کے قادیان آنے اور ساتھ اپنے دوستوں کو لانے کی نصیحت کی تھی۔ میں پچھلی دفعہ خصوصیت کے ساتھ قادیان کی مستورات کو اس امر کی طرف توجہ دلانا بھول گیا تھا کہ اب چونکہ ہمارے جلسہ سالانہ کے موقع پر کثرت کے ساتھ باہر سے عورتیں بھی آیا کرتی ہیں اور ان کی مہمان نوازی کا بوجھ یہاں کی عورتوں پر ہی ہوتا ہے اس لئے میری ان نصائح کو جو میں نے گذشتہ جمعہ مردوں کو کی تھیں عورتیں بھی اپنے متعلق سمجھ لیں۔ ہندوستان کی عورتیں بالعموم باقی دنیا کی نگاہوں میں نہایت ہی ذلیل اور حقیر سمجھی جاتی ہیں اس واسطے کہ لوگ خیال کرتے ہیں وہ تعلیم میں بہت پیچھے ہیں اور اس واسطے کہ لوگ خیال کرتے ہیں وہ عمل میں بہت پیچھے ہیں یہ داغ کچھ ان کے ماتھے پر ایسا لگا ہے کہ باوجود گذشتہ پچاس سالہ جدوجہد کے وہ اب تک اس الزام سے بری نہیں ہوئیں۔ میں نہیں کہہ سکتا عورتیں اس معاملہ میں کس حد تک ذمہ دار ہیں اس لئے کہ عورتوں کی ذمہ داری دو مختلف نقطۂ ہائے نگاہ سے بالکل مختلف ہو جاتی ہے۔ اگر ہم اس امر کو تسلیم کریں کہ مرد عورت ہر امر میں مساوی ہیں تو یہ ذمہ داری عورتوں پر زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ عُذر عورتوں کا باقی نہیں رہ جاتا کہ مردوں نے ہمیں تعلیم نہیں دی مردوں نے ہمیں ترقی کرنے نہیں دی کیونکہ جب دونوں مساوی ہیں تو ایک دوسرے کی امداد پر بھروسہ کر کے اگر ترقی کے میدان میں پیچھے رہ جاتا ہے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ اس

صورت میں مرد کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی مساوی ہیں اور تم بھی مساوی ہم نے کوشش کی اور ترقی کر گئے اگر تم بھی کوشش کرتیں تو ترقی کر جاتیں لیکن چونکہ تم نے خود ترقی کے لئے جدوجہد نہیں کی اس لئے ہماری طرح تمہیں عروج حاصل نہیں ہوا۔ مگر ایک اور نقطۂ نگاہ ہے جو اس سے بالکل مختلف ہے اور وہ یہ کہ گو بعض باتوں میں مرد اور عورت مساوی ہیں مگر بعض باتوں میں اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ اگر اس اصل کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر عورتوں کی ذمہ داری کسی قدر کم ہو جاتی ہے اور وہ کہہ سکتی ہیں کہ تعلیم کے معاملہ میں عورتوں کو مردوں کی امداد کی ضرورت ہے یا وہ کہہ سکتی ہیں کہ عمل کے میدان میں بھی عورتوں کو مردوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ پس میں نہیں کہہ سکتا کہ عمل کے میدان میں بھی عورتوں کو مردوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ مگر بہر حال اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عورتیں مردوں کی نسبت انتظام میں بہت پیچھے ہیں اور عمل میں بہت پیچھے ہیں اور خصوصیت سے یہ بات ہندوستان میں پائی جاتی ہے۔ ہندو کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان پردہ وغیرہ کی رسوم ملک کے اندر لے آئے اور جب عورتوں نے ان پابندیوں کو اختیار کیا تو انکی عملی قوتیں سست ہو گئیں۔ مسلمان کہتے ہیں جن ملکوں میں ہم ہی ہم ہیں۔ وہاں کی عورتیں یہاں کی نسبت بہت زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔

پس یہ بلا جو ہندوستانی عورتوں پر پڑی ہندوؤں کی وجہ سے ہی ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اس دعویٰ میں ہندوؤں کے دعویٰ کی نسبت بہت زیادہ وزن ہے بہر حال واقعہ یہی ہے کہ ہمارے ملک کی عورتیں مردوں کی نسبت میدان ترقی میں بہت پیچھے ہیں۔ اس کی زیادہ تر یہ بھی وجہ ہے کہ انہیں کام کرنے کے مواقع بہت کم میسّر آتے ہیں۔ انسان کے اندر کچھ ایسی بات پائی جاتی ہے کہ اگر اس کے سامنے کسی کام کے بار بار مواقع پیش آتے رہیں تو اسے بہت زیادہ واقفیت پیدا ہو جاتی ہے لیکن عورتوں کے لئے یہاں کام کے مواقع بھی بہت کم میسّر آتے ہیں اور اس وجہ سے بھی وہ پورے طور پر اپنی قابلیتوں کا اظہار نہیں کر سکیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت کے لئے ایسے کئی موقعے میسّر ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو تعلیم کا شوق بھی ہے وعظ و نصیحت کے لیکچر اور تقریریں سننے کا بھی شوق ہے اور علاوہ ازیں انہیں سال میں کم از کم ایک دفعہ کام کرنے کا موقع بھی مل جاتا ہے اور یہ موقع ہماری جماعت کے سوا شاذو نادر ہی کسی اور جماعت کو ملتا ہے۔ پس اگر کوئی جماعت اس قابل ہے کہ وہ عورتوں کی سستی کو دور کرے تو وہ ہماری جماعت ہی ہے اور اگر کوئی موقع ایسا ہے کہ وہ نظام کے ماتحت جماعت کو کام کرنے کی عادت

ڈالے تو وہ جلسہ سالانہ ہے پس میں کہتا ہوں کہ وہ بہنیں جو جمعہ کی نماز میں شامل ہونے کے لئے آئی ہیں میری یہ نصیحت سن کر دوسری بہنوں تک اسے پہنچائیں گی اور پھر وہ اور دوسری تمام خواتین لجنہ اماء اللہ کو جس کے ماتحت ان کے جلسہ کا انتظام ہوتا ہے اپنی خدمات سپرد کرکے باہر سے آنے والی بہنوں کی آسائش کا انتظام کریں گی۔ مگر چونکہ عورتیں ابھی ایسی ترقی یافتہ نہیں جیسے مرد اور وہ ابھی نظام کے لحاظ سے بہت پیچھے ہیں اس لئے میں جہاں عورتوں کو توجہ دلاتا ہوں وہاں مردوں کو بھی جنکی مائیں، بہنیں، عورتیں اور دوسری رشتہ دار یہاں جمعہ پڑھنے کے لئے آئی ہوئی ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے گھر جاکر اپنی ماؤں اور بہنوں اور بیٹیوں اور دوسری رشتہ دار عورتوں کو کام کرنے کے فوائد اور اس کا ثواب سمجھانے کی کوشش کریں۔ ایک زمانہ انسان پر ایسا آتا ہے جب وہ قطعاً اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کام کے عوض اسے کیا ثواب ملے گا۔ بلکہ وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ اس کا فرض کیا ہے۔ اور پھر ایک زمانہ اس پر ایسا بھی آتا ہے کہ وہ یہ بھی نہیں دیکھتا کہ یہ اس کا فرض ہے یا نہیں؟ بلکہ وہ کام اس کی طبیعت کا جزو ہو جاتا ہے اور وہ بغیر کسی دوسرے کی تحریک کے اسے خود بخود کرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ زمانہ ابھی عورتوں سے بہت دور ہے اس لئے فی الحال جس چیز کے ذریعہ انہیں کام کا شوق دلایا جاسکتا ہے وہ ثواب ہے اگر انہیں پتہ لگ جائے کہ اس کام کے نتیجہ میں ثواب ملے گا تو عورتیں نہایت شوق کے ساتھ کرتی ہیں اور دراصل وہی حربہ کارگر ہوتا ہے جو وقت پر کام آسکے۔

اگر عورتوں کو سمجھانا شروع کردیا جائے کہ تمہارا فرض ہے تو ان میں سے بہت سی عورتیں اس کو اپنا فرض سمجھنے سے قاصر رہیں گی اور وہ نہیں سمجھ سکیں گی کہ یہ ان کا فرض کیسے ہے۔ یا اگر انہیں سمجھایا جائے کہ دوسروں کی خاطر تواضع کرنا انسان کا طبعی جذبہ ہے اور اس سے کام لینا چاہئے تو وہ حیران ہوں گی اور بہت سی پوچھیں گی کہ طبعی جذبہ کیا ہوتا ہے۔ مگر ایک چیز ہے جس کے ماتحت ہر عورت خواہ وہ غیر تعلیم یافتہ ہی کیوں نہ ہو بشرطیکہ مومنہ ہو کام کی طرف راغب ہو جاتی ہے اور وہ ثواب ہے۔ جب کسی عورت کے یہ امر ذہن نشین کیا جائے کہ اس کام کے نتیجہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا خواہ وہ یہ جانتی ہی نہ ہو کہ ثواب کیا چیز ہوتا ہے پھر بھی وہ نہایت شوق سے کام کرنے پر آمادہ ہو جائے گی اور یہ ثواب کا لفظ ایمان کے ساتھ کچھ ایسا وابستہ ہو چکا ہے کہ خواہ کسی امر کی اہمیت سمجھنے کے لئے انسان کے پاس دلائل نہ ہوں اگر اسے پتہ لگ جائے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا تو اسکے دل میں کچھ نہ کچھ گدگدی

پیدا ہونے لگتی ہے اور اس کے دل میں یہ خواہش اٹھتی ہے کہ آؤ میں بھی ثواب حاصل کروں۔ پس اگر کوئی اور دلیل ان کی سمجھ میں نہ بھی آئے تو بھی یہ دلیل کہ اس کام کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا انہیں ضرور سمجھ آجائے گی اور وہ نہایت شوق کے ساتھ اپنی خدمات پیش کر دیں گی۔ پس انہیں سمجھاؤ کہ باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے تکلیف اٹھانی چاہئے اگر چند راتیں جاگنا پڑے اگر چند دن تکالیف برداشت کرنی پڑیں اگر تھوڑے دنوں کے لئے اپنے بچوں سے بے اعتنائی کرنی پڑے اور اگر جلسہ کے ایام میں قادیان کی عورتیں جو ہمیشہ وعظ و نصائح سنا کرتی ہیں تھوڑی سی قربانی کر کے باہر سے آنے والی خواتین کو آگے بیٹھنے کے لئے جگہ دیدیں تو یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے بلکہ اس طرح خود ان کی تربیت ہو جائے گی اور ایسے رنگ میں ہوگی کہ وہ آئندہ بہتر طور پر کام کرنے کے قابل ہو جائیں گی میں اس کے ساتھ ہی مردوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگلا جمعہ چونکہ جلسہ کے اندر ہی ہوگا کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک کافی تعداد مہمانوں کی آچکی ہوگی اس لئے انہیں محنت اور اپنے نفس پر تکلیف برداشت کر کے ان دنوں میں کام کرنا چاہئے۔ کئی ایسے ہیں جو تکلیف کی برداشت نہیں کرتے اور کئی ایسے ہیں جو محنت سے کام سرانجام نہیں دیتے اور پھر کئی ایسے ہیں جو دوسرے کی تلخ بات کو برداشت نہیں کرسکتے۔ مگر یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے لئے جو تلخ بات سننی پڑتی ہے اس سے زیادہ شیریں بات اور کوئی نہیں ہوسکتی اس وقت خواہ انسان کو کتنا ہی غصہ آئے اپنے آپ پر قابو رکھنا چاہئے اور کوئی ایسی بات مونہہ سے نہیں نکالنی چاہئے جس سے دوسرے کی دل آزاری ہو۔ تم اپنی زندگی میں سے ماضی پر غور کر کے دیکھ لو بہترین لذت تمہیں انہی گھڑیوں میں آئی ہوگی جن میں تم نے خدا کے لئے اپنے نفس پر کوئی تکلیف برداشت کی ہوگی کیا آج ہم اس امر پر خوش ہوسکتے ہیں کہ آج سے چند سال پہلے دین کی خدمت کی وجہ سے ہمیں عزت حاصل ہوئی یا شہرت مل گئی یا روپیہ حاصل ہو گیا لیکن ہم ہمیشہ فخر محسوس کریں گے اگر اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر ہم نے گالیاں سنیں یا الزام اپنے سر لئے یا اپنی ہتک عزت کی پرواہ نہ کی۔ اپنے نفسوں کو خوب ٹٹولو اور غور کر کے دیکھو تم کونسی چیز فخر کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کیا کرتے ہو کیا یہ کہ خدا کے دین میں داخل ہو کر تمہیں روپیہ مل گیا یا یہ کہ خدا کے دین میں داخل ہو کر تمہیں تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ اگر تم اس امر میں فخر سمجھو کہ تمہیں دین کی خدمت کے بدلہ میں روپیہ مل گیا تو یہ اور بات ہے لیکن اگر اس میں فخر سمجھو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اٹھانی پڑیں اور تمہیں اپنی عزت یا مال یا جان کی قربانی

کرنی پڑی تو تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ آئندہ بھی اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر تمہیں قربانیاں کرنی پڑیں تو ان سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ اور در حقیقت انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب وہی چیز کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کی جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ اپنے احسان گنائے کیونکہ وہ احسان کرنے والا ہے اور یہ بندے کا کام ہے وہ اپنی قربانیاں یاد کرے کیونکہ وہ قربانیوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے خدا چونکہ ازلی اور ابدی خدا ہے اس لئے قربانی خدا کی طرف سے نہیں ہوتی کیونکہ قربانی ادنیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اعلیٰ کی طرف سے نہیں مگر جب ادنیٰ قربانی کرتا ہے تو وہ اعلیٰ کی طرف ترقی کر جاتا ہے۔

پس بندے کو ہمیشہ اپنی قربانیوں پر نگاہ رکھنی چاہئے جس طرح خدا تعالیٰ اپنے احسانات پر نگاہ رکھتا ہے۔ لیکن چونکہ قربانیاں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتی ہیں اور ان کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اس لئے بندہ ان قربانیوں پر احسان نہیں جتلا سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے اگر چند دن تکالیف برداشت کرنی پڑیں تو برداشت کرو اور اگر اپنے اوقات کو قربان کرنا پڑے تو بخوشی کرو اور محنت اور شوق سے کام کرو اور اپنے نفس کو ایسے طور پر مارو کہ گویا وہ ہے ہی نہیں کیونکہ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے نفس کو ذبح نہیں کرتا وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے مامور جب دنیا میں آتے ہیں تو وہ اسی غرض کے لئے آتے ہیں کہ تا لوگوں کے نفوس پر موت وارد کر کے انہیں ایک نئی زندگی عطا کریں پس اگر نئی زندگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے آپ پر موت وارد کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وہی شخص بڑھتا ہے جو اپنے آپ پر موت وارد کرتا ہے۔

(الفضل ۲۴۔ دسمبر ۱۹۳۱ء)